اداریہ

انسانی زندگی تغیر پذیر ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو تغیر و تبدل سے خالی ہو۔ نت نئی تبدیلیاں زندگی کا حسن و دوام ہیں۔ یہی روح اجتہاد ہے۔ اجتہاد دینی حوالے سے انسانی فکر و تدبر کا تسلسل ہے۔ اسی کا اعلیٰ درجہ تفقہ فی الدین ہے۔ جس سے مجتہد وحی الٰہی کی روشنی میں زمانے کے نئے مسائل و تحدیات کا حل تلاش کرتا ہے۔ بے بنیاد اور بے سمت فکر کا اجتہاد سے کوئی تعلق نہیں۔ اجتہاد قرآن و سنت کی روشنی سے منور ایسا چراغ ہے، جو امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے ہر دور میں روشن رہے گا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا رسالہ اجتہاد اسی فکر کا داعی ہے جو اپنی فکری روایت کو قائم رکھتے ہوئے ایسا پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے جس میں عالم اسلام میں جاری اجتہادی کاوشوں کی مثبت و مدلل آراء کو قارئین کے مطالعے کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

اب تک رسالہ اجتہاد کے دس شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ زیر نظر گیارہواں شمارہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ جس میں علامہ اقبال اور اسلامی تعمیر نو، اسلام اور مغرب، عصر حاضر میں اجتماعی اجتہاد، مسانید سیرت اور جدید فقہی مسائل کے موضوعات پر اہل علم کے رشحات فکر پیش کیے جا رہے ہیں۔

اقبالؒ اور تعمیر نو کے موضوع پر ”اقبال اور تعمیر نو اور ریاست پاکستان کے عملی اقدامات“ کے عنوان سے زیر دستخطی کے مضمون میں علامہ اقبال کے تصور اجتہاد کی روشنی میں وطن عزیز پاکستان میں اسلامی تعمیر نو کے حوالے سے قائم ہونے والے اداروں کا تاریخی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ”اسلام اور مغرب“ کے موضوع پر ساجد شہباز خان نے اپنے مضمون ”اسلام اور مغرب: توافق اور تصادم“ میں استشراق، الحاد جدید اور علمیات کے حوالے سے اسلام اور مغرب کے مابین تصادم اور موافقیت کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے جبکہ مفتی یاسر احمد زیرک نے اپنے مضمون میں اجتماعی اجتہاد کی تاریخ اور دور حاضر میں اجتماعی اجتہاد کے حوالے سے عالم اسلام کے نمایاں اداروں کا ذکر کیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل نے اپنے مضمون ”مسانید سیرت اور استحکام پاکستان“ میں ملک عزیز میں سیرت النبی ﷺ پر ہونے والی علمی تحقیقات اور استحکام پاکستان کے حوالے سے جامعات میں قائم مسانید سیرت کی خدمات و اثرات پر روشنی ڈالی ہے۔ جدید فقہی مسائل کے موضوع کے حوالے سے ڈاکٹر انعام اللہ نے اپنے مضمون ”عدت کی مدت، جدید تحقیقات کی روشنی میں“ میں عدت کی مدت کو متعین کرنے میں طبی تحقیقات اور شرعی احکام کا ایک موازنہ پیش کیا ہے۔

تاریخی دستاویزات کے ضمن میں زیر نظر شمارہ میں پاکستان میں نفاذ شریعت کے حوالے سے علامہ محمد اسد کی مرکزی حکومت کو ارسال کردہ یادداشت اگست ۱۹۴۸ء کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے جو کہ پاکستان میں اسلامی معاشرے کی تشکیل کے حوالے سے اہم دستاویز ہے۔

شمارے میں سیرت چیئر، پشاور یونیورسٹی اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کے زیر اہتمام دو روزہ مشاورتی ورکشاپ بعنوان ”بین المذاہب و سماجی ہم آہنگی“ کی رپورٹ کو شامل کیا گیا ہے جس میں ملک میں ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے زیر اہتمام مختلف موضوعات پر مسانید (chairs) کے قیام پر وفاقی وزیر احسن اقبال کی تقریر مطالعہ کے لیے اہم ہے۔

ادارے کا ان تحریروں میں بیان کردہ موقف یا آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ تاہم مجلّے کی اشاعت کے فنی تقاضوں کی بنیاد پر مقالات کی مناسب تدوین کی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں اس شمارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات، سرگرمیوں اور مطبوعات کی ایک جھلک بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ ہم مجلّے کو مزید بہتر بنانے کے لیے آپ کی تنقید، تبصروں اور تجاویز کا خیر مقدم کریں گے۔

ڈاکٹر حافظ اکرام الحق

مدیر مسؤل

علامہ اقبال کا نظریہ تعمیر نو اورریاست پاکستان کے عملی اقدامات

ڈاکٹر حافظ اکرام الحق
سیکریٹری، اسلامی نظریاتی کونسل

مسلم معاشرے کی اجتماعی اصلاح کے لیے تجدید اور نشاۃ ثانیہ کی اصطلاحات معروف ہیں، اس ضمن میں مجددین کا تذکرہ زبان زد خاص وعام رہتا ہے۔ اصلاح کے اس عمل میں عموماً مسلمانوں کو اپنے دینی نظام اور ثقافت کی طرف رجوع کرنے کا کہا جاتا رہا اور اسلامی تعلیمات سے استفادے کا انداز روایتی رہا۔ جدید پیش آمدہ حالات سے ہم آہنگی اور مسائل کے حل کے لیے اجتہاد اور تقلید کا چولی دامن کا ساتھ رہا۔ تجدید اور نشاۃ ثانیہ کے بارے میں بہت سے اہل علم نے قلم اٹھایا۔ علامہ سید ابو الحسن علی ندوی کی کتاب "تاریخ دعوت وعزیمت " اس موضوع پر اردو میں ایک عمدہ کتاب ہے۔ برصغیر میں انگریزی استعمار نے اسلامی نظامِ تعلیم وثقافت اور حکومت وریاست کے بنیادی ڈھانچے پر گہرا اثر ڈالا جس کے نتیجے میں شخصیات کی بجائے اداروں پر اور نصوص کی بجائے قواعد وضوابط پر انحصار کا رواج ہوا۔ اسی طرح روایتی طرز اجتہاد کی بجائے ادارہ جاتی اجتہاد کی ضرورت محسوس کی گئی، جس کی بنیاد پارلیمانی قانون سازی پر رکھی گئی۔ گویا اجتہاد پارلیمنٹ کا تخصص قرار پایا اور ادارے مقلد محض ٹھہرے، آئین نے احکام سلطانیہ کی جگہ لے لی اور قانون فقہی مسائل کے طور پر نافذ ہوا۔ پھر ہر ادارے کے داخلی نظام کے لیے قواعد وضوابط فقہی فروع کے قائم مقام ہوئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ فکر اجتماعی نے بھی نئی شکل وصورت اختیار کی۔ ایسے میں مسلم مفکرین نے تجدید واصلاح کا کام شروع کیا تو وہ بھی فطرتاً غیر روایتی تھا۔ برصغیر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۷۰۳- ۱۷۶۲ء) اور سر سید احمد خان (۱۷ اکتوبر ۱۹۱۷- ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء) اس تحریک تجدید واصلاح کے پیشوا شمار ہوتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اس تجدید فکر کو ایک نیا نام دیا جسے "دینی فکر کی تعمیر نو یا تشکیل نو" قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس موضوع پر علامہ کے چھ خطبات "Reconstruction of Religious Thought in Islam" مشہور ہیں۔ اس فکری تعمیر نو کو ادارہ جاتی شکل دینے کے لیے ایک تحریک چلی جس نے بہت تیزی سے تحریک پاکستان کی شکل اختیار کرلی۔ اس مضمون میں تعمیر نو کی تشریح کا محور علامہ کے انہیں خطبات، اور خصوصاً چھٹے خطبے "The Principle of Movement in Islam " کو قرار دے کر اس کے لیے اٹھائے جانے والے عملی اقدامات اور اداروں کی تاسیس کا ذکر ہوگا جہاں اسلامی فکر کی تعمیر نو کا کام سرانجام پایا، یا اس کی تجاویز دی گئیں۔ چھٹے خطبے کے عنوان کا لفظی ترجمہ شاید "اسلام میں اصول حرکیت " کیا جاسکے۔ علامہ کے سامنے ہی اس کا اردو عنوان "الاجتہاد فی الاسلام " معروف ہوگیا۔ اسے عنوان حرکیت کا دیں یا اجتہاد کا، خطبے کے عنوان سے واضح ہے کہ یہ ہوگا اسلام کے اندر رہتے ہوئے، علامہ نے دائرۂ اسلام سے نکل کر کسی اجتہاد یا حرکیت کا درس نہیں دیا۔ اقبال کے نزدیک فکر اسلامی کا منبع ومصدر قرآن وسنت ہیں۔ ان کی روشنی میں نت نئے مسائل، عصری فلسفہ اور سائنسی رجحانات کو مد نظر رکھتے ہوئے فکر اسلامی کی تشکیل نو کرنے کو انہوں نے وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔ علامہ اقبالؒ نے عصری مسائل اور نظریات، جدید فلسفہ حیات اور سائنسی رجحانات کو اچھی طرح سے بھانپ کر انہیں مدلل اور معقول جوابات بہم پہنچائے۔ مغربی تہذیب اور علوم وفلسفہ سے پیدا شدہ تشکیک اور مسائل، الحادی نظریات، تعلیم جدید کا روحانی اقدار سے خالی ہونا، امت کے نوجوانوں کا مغربی تہذیب کا دلدادہ ہونا اور اسلام کے علمی ورثہ یعنی قرآن وسنت سے منہ موڑنا، مذہب کو فرسودہ اور قصۂ پارینہ سمجھنا، مسلمانوں میں اجتہادی بصیرت کا مفقود ہونا، اسلام کے حرکی تصور سے روگردانی کرنا، اندھی تقلید اور عقلیت پرستی جیسے نازک مسائل علامہ کا موضوع بحث رہے ہیں۔ تعمیر نو کی بنیاد علامہ کی اس نظم میں خوب واضح ہے۔ یہ رموزِ بے خودی ' (۱۹۱۸ء) میں ۱۳۵ اشعار پر مشتمل علامہ اقبال کی ایک طویل نظم 'آئینِ محمد یہ قرآن است ' کے چند منتخب اشعار ہیں: